Research Journal DARYAFT
ISSN (E): 2616-6038, ISSN (P): 1814-2885
Volume 17. Issue 01, June 2025

تحقیقی وتنقیدی مجلّہ
دریافت

Received: 18th Feb, 2025 | Accepted: 11th June, 2025 | Available Online: 30th June, 2025
Digital Object Identifier:

مولانا حالی کی اصلاحی فکر اور اقبال کی شاعری: تجزیاتی مطالعہ

Moulana Hali's Reformic Thought and Iqbab's Poetry: Analytical Study

DR. SYEDA TAYYABA RUBAB
Assistant Professor, Department of Urdu, Govt. Graduate College for Women, Karkhana Bazar, Faisalabad, Pakistan.
(zakisyed01@gmail.com)

ABSTRACT Moulana Altaf Hussain Hali was a legend literary person. He freed the Urdu ghazal from old themes and introduced it to the larger scope of the diverse segments of life. He was a reformer, who pioneered modern literary attitude in Urdu literature. His poetic vision guided him about the literary revolution in Urdu. He recalled the religious, political and cultural history of Muslims and compared it to present. He wanted to aware the Muslims of subcontinent. Being the companion of Sir Syed Hali was diplomatic but after all he felt the serious and miserable condition of Muslim community in subcontinent and raised his voice in his poetry. Allama Iqbal was inspired by Hali, especially by his masterpiece "masaddas Maddo Jazer Islam" and by some other poems. Religious consciousness has gathered Allama Iqbal and Hali on the same platform Remembrance of glorious part of Muslim Ummah, Islamic golden ages, the sorrow of forgetfulness of our great ancestors, customs and the present condition of Muslim decline were the same reasons which influenced Iqbal and Hali, both, to write such poetry. We can trace Hali's inspiration in the poetry of Iqbal. This article is a comprehensive study of Hali's impacts on Iqbal's poetry.

Keywords Impacts, Past, Iqbal, poem, guide, Western, Tradtion, Civilization.

مولانا الطاف حسین حالی نے اُردو غزل کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کیا۔ اُردو غزل فارسی غزل کی صدیوں پرانی روایات سے اثر پذیر تھی۔ اس نظام غزل کو تبدیل کرنا کارِ دگر تھا جس کے لیے حالی نے مقدور بھر کوشش کی۔ ان کے استاد مرزا غالب کو بھی تنگنائے غزل میں وسعت کی ضرورت محسوس ہوئی تھی۔ غزل کے مضامین مختلف ادوار میں تکرار کے باعث پامال ہو چکے تھے۔ "غزل کو نئے افق سے آشنا کرنے میں حالی کی نظری و علمی خدمات کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔"(۱)

حالی اس حقیقت سے بھی آگاہ تھے کہ غزل ہندوستان کے عوام کے مزاج میں رچ بس چکی ہے مغربی ادب کی پیروی میں اسے ردّ نہیں کیا جاسکتا لیکن اس میں تبدیلی ناگزیر ہے یہ ادب برائے زندگی کا نظریہ تھا اس مقصد کے لیے حالی کا "مقدمہ شعر وشاعری" شاعری کی پہلی تنقید قرار پایا۔ "وہ اُردو تنقید کے بانی بھی ہیں اور اُردو کے بہترین نقاد بھی۔"(۲)

حالی نے پہلی بار غزل کی خوبیاں متعین کیں۔ انھوں نے غزل کی اصلاح کے لیے شاعر کے تجربے کو ضروری گردانا۔ ان کے

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0)

Research Journal DARYAFT
ISSN (E): 2616-6038, ISSN (P): 1814-2885
Volume 17. Issue 01, June 2025

تحقیقی وتنقیدی مجلّہ
دریافت

نزدیک شاعری اگر تجربے سے نہیں گزری تو نیچرل نہیں ہو سکتی اس کی بنیاد محض روایت پر ہو گی۔ مثلاً عشقیہ مضامین اسی صورت میں نیچرل ہوں گے جب عشق کی واردات شاعر کے قلب پہ گزری ہو، بصورتِ دیگر غزل تاثیر سے عاری ہو گی اور اس میں تصنع پیدا ہو جائے گا۔ حالی نے سادگی، اصلیت اور جوش کو جدید غزل کے لیے ضروری گردانا نیز قوت تخیل حالی کے نزدیک شاعر کی لازمی صفت ہے اس کے بغیر شاعری نیچرل نہیں ہو سکتی۔ حالی چاہتے تھے کہ غزل چند موضوعات میں مقید نہ ہو بلکہ اسے عصری تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جائے اور غزل کے موضوعات کو وسعت دی جائے اور روایتی نظام علامات سے نکل کر علم بیان کو نئی معنویت سے ہمکنار کیا جائے۔ حالی کے دور میں صرف اکبر الٰہ آبادی تھے جو روایتی غزل کی خامیوں سے مبرا شاعری کر رہے تھے۔ حالی نے اپنی غزل کو بھی جدید اور قدیم، ادوار میں تقسیم کیا۔ حالی اگرچہ جدید غزل کے بہت زیادہ نمونے پیش نہ کر سکے لیکن یہ اُن کی روایت شکنی شاعرانہ اجتہاد اور مقدمہ شعر وشاعری کی صورت میں اردو شاعری کی تنقید کا نقشِ اولین تھا جس نے غزل کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا اور جدید غزل کی سمت متعین کی۔ حالی کی یہ کوشش اور اُن کا کارنامہ آج اکیسویں صدی میں بنیادی اہمیت کا حامل ہے جس نے جدید غزل کو رواج دیا اور حالی جدید غزل کے بانی ٹھہرے۔ "حالی نے غزل کو تجزیاتی اور واقعاتی شکل میں پیش کیا۔ انفرادیت، جدید شاعری اور حالی کی غزل کی بنیاد ہے جس میں ذات کا تشخص پوری طرح ابھرتا ہے۔"(۳) یہی وہ سمت تھی جس میں آگے چل کر اقبال نے موضوعات کے تنوع سے اُردو غزل کو بامِ عروج تک پہنچایا اور روایتی نظام کو رد کر کے اپنا منفرد اسلوب متعارف کرایا جو نہ صرف عصر جدید بلکہ آنے والے ادوار کے فکر وفن کے لیے بھی ایک معیار ہے۔ اس طرح اقبال حالی سے اثر پذیر ہوئے۔ ڈاکٹر ضیاالحسن کی نظر میں:

> "اقبال کی شاعری حالی کے نظریات کے عین مطابق ہے کیوں کہ انہوں نے نہ صرف غزل کے روایتی نظامِ علامات کو ترک کیا بلکہ اپنے لیے خود ایک نیا نظام علامات وضع کیا جو ان کی فکر کا زائیدہ تھا۔ انہوں نے اپنے عہد کے چیلنجز کا سامنا کیا اور زمانے کی راہنمائی کا فریضہ اپنی شاعری کے ذریعے انجام دیا۔"(۴)

حالی کی شاعری کسی جھوٹے عشق کی داستان طرازی نہ تھی۔ حالی ایک بیدار مغز انسان تھے انہوں نے شاعری میں قومی مسائل کو موضوع بنایا اور دہلوی تہذیب جو مسلمانوں کے عروج کی عکاس اور دہلی ہندوستانی علوم وفنون اور شعر وادب کا مرکز تھی۔ حالی اس میں "نشاطِ نغمہ و مے" ڈھونڈتے رہے اور دہلی مرحوم کا افسانہ کہتے رہے انہوں نے غالب اور حکیم محمود خاں کا مرثیہ لکھا جو دراصل دہلی اور دہلوی تہذیب کے زوال کا مرثیہ تھا۔ غالب کے مرثیے میں حالی نے جہاں غالب کی فنی عظمت اور شخصی بزرگی کا اعتراف کیا ہے وہاں غالب کی تہذیب وتمدنی حیثیت کو بھی خراجِ تحسین پیش کیا ہے، ان کی سخن وری کے آسماں کے مقابل باقی شعرا کو خاک قرار دیتے ہیں۔ غالب کو دہلی سے خاص نسبت ہے جہاں کچھ عرصہ حالی ان کی شاگردی میں بھی رہے ہیں اور اب آسمان دہلی کے اس تابندہ ستارے کی وفات پر غم کے آنسو بہاتے ہیں۔ حکیم محمود خاں کا مرثیہ عظیم الشّان دہلوی تہذیب کے زوال اور تباہی کا نوحہ ہے جہاں مسلمانوں کے جاہ وجلال کو ہی زوال نہیں آتا بلکہ ان کا علم وہنر بھی چھین جاتا ہے۔ حالی یونان کے بعد دہلی کو علم وحکمت کا دوسرا مرکز قرار دیتے ہیں۔ تہذیبی زوال کے ساتھ جہاں آباد پر اداسی کے بادل چھا جاتے ہیں اور اس کی محفلیں ویران ہو جاتی ہیں۔ "شاعر دیکھ رہا ہے کہ ایک ایک

کر کے صاحبانِ علم و حکمت رخصت ہو رہے ہیں۔۔۔ دلّی۔۔۔ معدن جواہر دلی روز بروز تہی دست ہوتی جا رہی ہے۔"(۵)

اس تہذیب کی خانقاہیں تاریک اور مدرسے ویران ہو گئے ہیں گویا روحانی اقدار ناپید ہو گئی ہیں۔ حکیم محمود خاں جیسے صاحبِ علم و حکمت کی رخصت کے بعد دہلی اور دہلوی تہذیب مایوسی کے اندھیروں میں بھٹک رہی ہے۔ حالی نے اپنے مخصوص سوز و گداز کے اسلوب میں جو غم واندوہ کی تصویر کھینچی ہے وہ دراصل حکیم محمود کے پیرائے میں تہذیبی زوال کی داستان ہے۔ اقبال نے بھی مرزا غالب اور مرزا داغ کے مرثیے میں بین السطور دہلوی تہذیب کا مرثیہ کہا ہے۔

مولانا الطاف حسین حالی کی مسدس "مدوجزر اسلام" کے اقبال کی نظموں "شکوہ" اور "جوابِ شکوہ" پر واضح اثرات ہیں۔ ایسا نہیں کہ اقبال نے حالی کی تقلید کی ہے لیکن حالی نے اردو شاعری کو جس منزل تک پہنچا دیا تھا، اقبال اس سے اپنا دامن بچا کر آگے نہیں بڑھ سکتے تھے۔ سو اجتماعی شعور زینہ بہ زینہ ترقی کی منازل طے کرتا ہوا اقبال کو ورثے میں ملا تھا جسے انہوں نے اپنے دل نشیں اسلوب، جوش وولولہ، سوز و گداز اور بلند تخیل سے بامِ عروج تک پہنچا دیا۔

اردو شاعری میں مسدس حالی کی اہمیت مسلّم ہے یہ پہلی پکار ہے جس نے مسمانوں کو بیدار کیا۔ حالی کے پیش نظر مسلمانوں کی ناگفتہ بہ حالت تھی جسے انہوں نے شاعری کے ذریعے بدلنے کی کوشش کی اور اس کے لیے غزل کے بجائے نظم کا انتخاب کیا اور ایسا اسلوب اختیار کیا کہ حالی کی فریاد ملک کے طول و عرض میں پھیل گئی۔ "یہ وہ نظم ہے جو اردو ادب کو ہمیشہ زندہ رکھے گی۔"(۶)

مسدس حالی، اقبال کی ابتدائی شاعری کے لیے محرک ٹھہری۔ حالی کی آواز میں سوز تھا۔ مسلمانوں کی عروج و زوال کی داستان تھی۔ صداقت تھی، امتِ مسلمہ کے حالِ زار پر نوحہ گری تھی۔ شاعری کے روائتی مضامین سے بغاوت کر کے طرزِ جدید کی ابتدا حالی نے کی، اردو شاعری میں مضامین کی وسعت پیدا کی، پہلی بار ملک و ملّت کے مسائل شاعری کا موضوع بنے لیکن حالی کے پاس مسائل کا کوئی حل نہ تھا، انہوں نے قوم کو خوابِ غفلت سے جگانا چاہا لیکن کوئی عملی سمت متعین نہ کر سکے۔ اس کے پس منظر میں ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی جسے انگریز غدر کا نام دیتے تھے، کی پیدا کردہ صورتِ حال تھی۔ جس میں مسلمان زیرِ عتاب رہے، ان کی ہمتیں پست ہو چکی تھیں۔ غیر کے تسلّط نے مسلمانوں کو مایوسی اور نااُمیدی کے اندھیروں میں دھکیل دیا یہ حادثہ مسلمانوں کی اجتماعی شکست آرزو کا سبب بنا۔ مولانا حالی نے ان واقعات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا ان حوصلہ شکن حالات میں مسلمانوں کے عروج کا کواب دیکھنا یاد کھانا ممکن نہ تھا سو حالی نے وہی کیا جو انہیں کرنا چاہیے تھا، جو وقت کا تقاضا تھا، جسے نظر انداز کر کے ملت کا اجتماعی شعور اور اردو شاعری ارتقائی منزل طے نہ کر سکتے۔ "قومی ترجمانی کی جس روایت نے حالی کے ہاتھوں جنم لیا اس کی تکمیل اقبال کی صورت میں ہوئی۔"(۷)

حالی نے شاعری کے ذریعے قوم کو خوابِ غفلت سے بیدار کیا۔ ان کی عظمت رفتہ کا احساس دلایا اور ماضی کی نوحہ گری کی حالی کی شاعری کا موضوع ہندوستانی جاہ جلال اور مقام عروج وزوال نہ تھا۔ بلکہ انہوں نے عرب پیش از اسلام کا نقشہ کھینچا، عربوں کی جہالت پھر اسلام کی آمد اور نبی آخر الزماں ﷺ کے معجزات اور مدت تک اسلام کے دورِ عروج کا ذکر کیا۔ "اور عصرِ حاضر میں مسلمانوں کا زوال، اس کی وجوہات اور مسلمانوں کی حالت کازار کا نقشہ کھینچا، حالی نے مسلمانوں کے کھوئے ہوئے عظمت و جلال کو ایسے سوز و گداز اور درد سے بیان کیا ہے کہ اس سے قبل ہماری کسی زبان میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔"(۸)

Research Journal DARYAFT
ISSN (E): 2616-6038, ISSN (P): 1814-2885
Volume 17. Issue 01, June 2025

تحقیقی وتنقیدی مجلّہ
دریافت

اقبال کی نظموں ''شکوہ''، ''جوابِ شکوہ'' میں بھی کم و بیش وہی مضامین ہیں جو مسدس حالی کے تھے۔ اقبال نے بھی مسلمانوں کو عظمتِ رفتہ کا احساس دلایا اور ماضی کی نوحہ گری کی لیکن اقبال کی آواز میں قوت و طاقت کا ساماں تھا۔ وقت کا دھارا تبدیل ہو چکا تھا اقبال کو جو دور ملا اس میں مسلمان دوبارہ عروج کا خواب دیکھ رہے تھے۔ سو اقبال کے ذہن رسا نے نہ صرف ملّت کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا اور اس کی نبّاضی کی بلکہ دردِ ملت کا درماں بھی کیا جو حالی نہ کر سکے تھے نہ کر سکتے تھے حالات کی زنجیروں نے افکارِ حالی کو جکڑ لیا تھا لیکن اب وقت آ چکا تھا کہ ان زنجیروں کو توڑ دیا جائے سو اقبال نے نہ صرف ان زنجیروں کو توڑا بلکہ افکار کو سمت بھی عطا کی اور قوم کے لیے لائحہ عمل بھی تیار کیا خوش امیدی اور جوش و ولولہ اقبال کی دین تھی نیز اقبال کا پیام عالمگیر تھا لیکن بنیادیں حالی نے فراہم کی تھیں جن پر اقبال نے ایسی فکری عمارت تعمیر کی جو کبھی دستبردِ زمانہ کی نذر نہیں ہو سکتی۔ "مسدس حالی" اور "شکوہ"، "جوابِ شکوہ" میں بہت سی مشترک خصوصیات ہیں حالی اور اقبال دونوں نے قبل از اسلام کا منظر پیش کیا۔ توحید اور رسالت دونوں کا موضوع ہے۔ دونوں کے بہت سے خیالات بھی مشترک ہیں۔ مسدس حالی اور ''جوابِ شکوہ'' دونوں کا اختتام عشقِ رسول ﷺ پر ہوتا ہے۔ اقبال نے حالی کے استعارے اور تلمیحات بھی استعمال کی ہیں لیکن اسلوب دونوں شعرا کا منفرد ہے۔ اقبال نے بھی حالی کی طرح ہندوستان میں مسلمانوں کے عروج کو اہمیت نہیں دی۔ وہ عجمی خُم میں حجازی مے پلاتے رہے۔ اگرچہ حالی، سرسید کے اثر میں انگریز کی تعریف کرتے رہے لیکن انگریزوں اور ہندوؤں کے گٹھ جوڑ کے ردِ عمل میں حالی اس نتیجے پر پہنچے کہ مسلمانوں کا الگ تشخص اور جداگانہ قومی حیثیت ہونی چاہیے۔ حالی جیسے مصلحت پسند کا اس نتیجے پر پہنچنا قوم کی شعوری ترقی کا ارتقائی زینہ تھا جس کا اظہار حالی کی شاعری سے ہوا مسدس جس دور میں لکھی گئی وہ انگریزوں کی سائنسی ترقی کا دور تھا لیکن حالی نے مسدس میں ثابت کیا کہ مغرب کی علمی و سائنسی ترقی مسلمانوں کی مرہونِ منت ہے۔ انگریزوں نے یہ علوم و فنون مسلمانوں سے لیے تھے جن پر عمل پیرا ہو کے وہ آج دنیا پر حکومت کر رہے تھے اس سے پہلے یہی انگریز ایک وحشی اور غیر مہذب قوم تھی:

بنے آج جو گلہ باں ہیں ہمارے
وہ تھے بھیڑیے آدمی خور سارے (۹)

اقبال نے ''خطاب بہ جوانانِ اسلام'' میں یہی تصور پیش کیا ہے کہ مسلمان ایک عظیم قوم تھے جنھوں نے دنیا کو جہانگیری و جہانبانی سکھائی پھر مسلمانوں کی حکومت کو زوال آ گیا تاہم اقبال کو اصل دکھ اس بات کا تھا:

مگر وہ علم کے موتی کتابیں اپنے آبا کی
جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارہ (۱۰)

حالی اس حقیقت کو جان چکے تھے کہ مغرب کی اندھی تقلید سے مسلمان ترقی نہیں کر سکتے۔ "مسدس کا شاعر جب اپنی خودی میں ڈوب کر ابھرا تو یہ حقیقت اس پر منکشف ہو چکی تھی کہ قوم کی اصلاح و ترقی کے لیے مغرب کی اندھی تقلید درکار نہیں اسلام کی ابدی تعلیمات اور تہذیبی اقدار ماضی کی طرح آج بھی ہماری ملّی بقا و ارتقا کی ضامن ہیں۔" (۱۱)

Research Journal DARYAFT
ISSN (E): 2616-6038, ISSN (P): 1814-2885
Volume 17. Issue 01, June 2025

حالی کو یہ عرفان انگریز اور ہندو کے تعصب سے حاصل ہوا یہاں تک کہ وہ مقامی اقوام سے مایوس ہو گئے اور حالی جیسا صلح جو علیحدگی پسند ہو گیا اس کا اظہار ان کی نظم ''شکوۂ ہند'' میں ہوا۔ اس نظم میں حالی ہندوستان سے جذباتی ہجرت کرتے ہیں۔

رخصت اے ہندوستاں ، اے بوستانِ بے خزاں
رہ چکے تیرے بہت دن ہم بدیسی مہماں(۱۲)

اس نظم میں حالی سرزمین ہند سے شکوہ کناں ہیں کہ تو نے ہمیں دولت دی، حکومت دی، سلطنت دی لیکن تم نے انتقام بھی خوب لیا، ہم اور تھے تم اور تھی، ہماری تہذیب اور تھی، تمہاری اور تھی تمہارے ہم پر احسان بھی بہت ہیں لیکن آخر تم نے ہمیں نشانِ عبرت بنا دیا۔ "آگ: زندگی کا سرچشمہ ہے، شاداب ہے، زندگی کی طرح سرخ ہے، سیاہ ہے، سفید ہے، بے قراری ہے، وحشت ہے، جنوں ہے، پرواز کناں ہے، روح کی طرح لطیف ہے، حرارت ہے، قوتِ تخلیق ہے، وجود ہے۔"(۱۳)

ان خصوصیات کی روشنی میں دیکھا جائے تو اقبال کے تصورِ عشق کی بھی کم و بیش یہی خصوصیات ہیں۔ حالی کی اس نظم میں ۱۸۵۷ء کے سیاسی انقلاب، مسلمانوں کی شکست، انگریز کا تسلط اور مسلمانوں سے انگریز کے انتقام کی طرف اشارہ تھا۔ اس نظم میں حالی مسلمانوں کا درد جذباتی سطح پر محسوس کر رہے ہیں جو اجتماعی زندگی میں تعلیمی، سیاسی اور معاشی طور پر تنہا ہو کر رہ گئے تھے۔ ہر طرف تعصب کے شعلے بھڑک رہے تھے اور مسلمانوں کے پاس کوئی لائحہ عمل نہ تھا۔ عین ممکن ہے اقبال نے بھی مسلمانوں کی اجتماعی فکری و جذباتی تنہائی کو محسوس کر کے کہا ہو ''رخصت اے بزم جہاں سوئے چمن جاتا ہوں میں'' اقبال کی نظم ''شاعر'' میں افرادِ قوم جسدِ واحد ہیں اور شاعر اس جسم کی آنکھ ہے جب کوئی عضو درد میں مبتلا ہو تو آنکھ اس کا درد محسوس کرتی ہے۔ اس تناظر میں دیکھا جائے تو ''رخصت اے بزم جہاں'' میں اقبال کا احساس تنہائی گویا قوم کے اجتماعی شعور کی عکاسی کر رہا ہے۔ وہ قوم جو مدتوں مقامی اقوام سے باہم شیر و شکر رہی۔ ان کے عقائد و نظریات کا احترام کرتی رہی اور حکمران قوم ہونے کے باوجود انہیں ساتھ لے کر چلتی رہی۔ اب انہیں اقوام میں تنہا ہو کر رہ گئی۔ قوم کا اجتماعی احساس تنہائی شاعر پر اثر انداز ہوتا ہے اور اس کی آنکھ سے آنسو بن کر ٹپکتا ہے۔ دکھ درد کے اس منظر کو چھوڑ کر اقبال اپنے تخیل کی دنیا آباد کر لیتے ہیں ان کی نگاہِ بصیرت کسی اور منزل کی تلاش میں ہے:

چشم حیراں ڈھونڈتی اب اور نظارے کو ہے
آرزو ساحل کی مجھ طوفان کے مارے کو ہے(۱۴)

اور پھر یہی اقوام دیکھتی ہیں کہ اقبال کی نگاہِ بصیرت مسلمانوں کی جداگانہ ریاست کی پیش گوئی کرتی ہے جو آگے چل کر سچ ثابت ہوتی ہے اور پاکستان وجود میں آتا ہے۔ یوں حالی نے جس دردمندی کے ساتھ اردو شاعری کو نیا موڑ دیا اور قومی شاعری کی بنیاد رکھی، یہی طرز فغاں اقبال کی آواز میں سنائی دینے لگی اور آگے چل کر اقبال کی پہچان بن گئی۔ اقبال نے "حالی ہی کی طرح بارگاہِ ایزدی میں شکووں اور مناجاتوں کا دفتر پیش کیا اور اس طرح اس تصویر درد کو مکمل کر دیا جس کے خاکے میں حالی نے خونِ جگر کا رنگ بھرا تھا۔"(۱۵)

Research Journal DARYAFT
ISSN (E): 2616-6038, ISSN (P): 1814-2885
Volume 17. Issue 01, June 2025

مختصر یہ کہ حالی کا دور وہ دور تھا جب مسلمان پستی و بد حالی کی انتہا پر تھے۔ اس تاریکی کے بعد طلوعِ سحر ایک لازمی امر تھا۔ اقبال ان اندھیروں میں نویدِ سحر بن کر آئے ان کے ہاں حالی کا سا درد تو ہے لیکن مایوسی نہیں اقبال کا پیغام صرف برصغیر کے مسلمانوں کے لیے نہیں بلکہ پوری امتِ مسلمہ کے لیے تھا۔ حالی نے دردِ ملت کی نشان دہی کا جو بیڑا اُٹھایا تھا اقبال نے اسے پار لگایا۔ بلاشبہ حالی نے راستہ ہموار کیا اور ایسی فضا تیار کی جہاں ملّت کا اجتماعی شعور، اقبال کا منتظر تھا۔

حواشی و حوالہ جات

۱۔ ساجد امجد، ڈاکٹر، اردو شاعری پر برصغیر کے تہذیبی اثرات، الوقار پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۳ء، ص ۴۳۲
۲۔ کلیم الدین احمد، اُردو تنقید پر ایک نظر، پورب اکادمی، اسلام آباد، ۲۰۱۲، ص ۷۲
۳۔ ساجد امجد، ڈاکٹر، اردو شاعری پر برصغیر کے تہذیبی اثرات، ص ۴۳۳
۴۔ ضیاالحسن، ڈاکٹر، حالی اور جدید اردو غزل، مشمولہ: بازیافت، حالی نمبر، اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ۲۰۱۶ء، ص ۱۷۱
۵۔ صالحہ عابد حسین، یادگارِ حالی، ارسلان بکس، آزاد کشمیر، س ن، ص ۹۷
۶۔ عبدالحق، مولوی، افکارِ حالی، انجمن ترقی اردو، کراچی، ۱۹۷۶ء، ص ۶۲
۷۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، اقبال شخصیت، افکار و تصورات: مطالعہ کا نیا تناظر، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۳ء، ص ۱۴۳
۸۔ عبدالحق، مولوی، افکارِ حالی، ص ۱۱۲
۹۔ حالی، الطاف حسین، کلیاتِ نظم حالی، جلد دوم، مرتبہ: ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی، مجلس ترقی ادب، لاہور، س ن، ص ۷۶
۱۰۔ اقبال، کلیاتِ اقبال اردو، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۱۹۹۰ء، ص ۱۹۱/ ۲۰۷
۱۱۔ حالی، الطاف حسین، کلیاتِ نظم حالی، جلد اوّل، مرتبہ: ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی، ص ۶۲
۱۲۔ حالی، الطاف حسین، کلیاتِ نظم حالی، جلد دوم، ص ۱۸۲
۱۳۔ شمس الرحمٰن فاروقی، شعر شور انگیز، جلد سوم، قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان، نئی دہلی، ۱۹۹۷ء، ص ۶۰۵
۱۴۔ اقبال، کلیاتِ اقبال اُردو، ص ۹۷/ ۹۵
۱۵۔ ناظر حسین زیدی، ڈاکٹر، حالی کی اصلاحی شاعری، مشمولہ: ماہِ نو، جلد نمبر ۲۳، شمارہ نمبر ۱، جنوری ۱۹۷۰ء، ادارہ مطبوعاتِ پاکستان، کراچی، ۱۹۷۰ء، ص ۱۱

References in Roman Script:

1. Sajid Amjad, Dr., Urdu Shairi Per Bar-e-Sagher Kay Tehzeebi Asrat, Al-Waqar Publications, Lahore, 2003, p.432
2. Kaleem Uddin Ahmad, Urdu Tanqeed Per Aik Nazar, Porab Academy, Islamabad, 2012, p.72
3. Sajid Amjad, Dr., Urdu Shairi Per Bar-e-Sagher Kay Tehzeebi Asrat, p.433

4. Zia ul Hasan, Dr., Hali Aur Jadeed Urdu Ghazal, Mashmoola: Bazyaft, Hali Number, Oriental College Punjab University, 2016, p.171
5. Salah Abid Hussain, Yadgar-e-Hali, Arslan Books, Azad Kashmir, p.797
6. Abdul Haq, Molvi, Ufkar-e-Hali, Anjuman Taraqi Urdu, Karachi, 1976, p.62
7. Saleem Akhtar, Dr., Iqbal Shakhsiyat, Ufkar-o-Tasawurat: Mutaliya ka Naya Tanazur, Sang-e-Meel Publications, Lahore, 2013, p.143
8. Abdul Haq, Molvi, Ufkar-e-Hali, p.112
9. Hali, Altaf Hussain, Kulyat-e-Nazm Hali, 2nd Edition, Murataba: Dr. Iftikhar Ahmad Saddique, Majalis Taraqi Adab, Lahore, p.76
10. Iqbal, Kulyat-e-Iqbal, Iqbal Academy Pakistan, Lahore, 1990, p.191/207
11. Hali, Altaf Hussain, Kulyat-e-Nazm Hali, 1st Edition, Murataba: Dr. Iftikhar Ahmad Saddique, p.62
12. Hali, Altaf Hussain, Kulyat-e-Nazm Hali, 2nd Edition, Murataba: Dr. Iftikhar Ahmad Saddique, p.62
13. Shams ur Rehman Farooqi, Shair Shoor Angez, 3rd Edition, Qaumi Council Baray Faroogh Urdu Zuban, New Dehli, 1997, p.605
14. Iqbal, Kulyat-e-Iqbal Urdu, p.79/95
15. Nazir Hussain Zaidi, Dr., Hali Ki Islahi Shairi, Mashmoola: Mah-e-Noo, Jild No:23, Shumara No: 1, January 1970, Idarah Matboat-e-Pakistan, Karachi, 1970, p.11

Dr. Sayeda Tayyaba Rubab is an Assistant Professor at Government Graduate College for Women, Karkhana Bazar, Faisalabad, Pakistan. She earned her PhD from GC University, Faisalabad, with a specialization in Urdu poetry and Iqbaiat. Dr. Rubab has authored two books and published nineteen research articles.